❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اسلامی اصطلاحات
وقت 5-7 منٹ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کو ترویج دینا

(ارشادات مسیح موعودؑ اور خلفاء کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡہَا(النساء:87)

اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو۔

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اس کو ملے یار
کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہِ درگاہِ باری

معزز سامعین! آج سے "مشاہدات" کے پلیٹ فارم سے اسلامی اصطلاحات کے درست اور بر محل استعمال پر تقاریر کا ایک مبارک سلسلہ شروع ہونے جا رہا ہے۔ اِسے کسی حد تک الفضل آن لائن میں قسط وار حصّہ بنایا جا چکا ہے لیکن اس بار اِس سلسلے کو وسعت دی جا رہی ہے اور مزید حوالہ جات اور نئے مواد سے تقاریر کو مزیّن کیا گیا ہے۔ جیسے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کے عنوان پر ہی دو تقاریر تیار ہو گئی ہیں۔ دوسری تقریر حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں مزیّن کی گئی ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

آپؑ فرماتے ہیں۔

"سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آ سکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ (یٰس:59)۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی۔ ہم نے دعا کی۔ الہام ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی۔ سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ باقی سب رسمی سلام ہیں۔"

(ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 318 ایڈیشن 1984ء)

فرمایا۔

"مَیں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویسؓ کو یا مسیحؑ کو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 270 ایڈیشن 2016ء)

فرمایا۔”حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور ان کے طرح طرح کے بد اور جاں ستاں منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہے گا اور کامیاب ہو گا۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 172 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اس پُر آشوب زمانہ میں کہ چاروں طرف خیالات فاسدہ کی کثرت پائی جاتی ہے اگر محقّانِ دینِ اسلام جو بڑی مردی اور مضبوطی سے ہر یک منکر اور ملحد کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ کر رہے ہیں اپنی اس خدمت اور چاکری سے خاموش رہیں تو تھوڑی ہی مدت میں اس قدر شعار اسلام کا ناپدید ہو جائے کہ بجائے سلام مسنون کے گڈ بائی اور گڈ مارننگ کی آواز سنی جائے۔ پس ایسے وقت میں دلائل حقیقت اسلام کی اشاعت میں بدِل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور نسل پر رحم کرنا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ اول، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 8)

پھر ایک اور موقع پر فرمایا۔

”اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق وفجور کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبّر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں اگر ایک غریب ان کو السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بے باکی کی حرکت خیال کرتے ہیں حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسرِ شان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بے جا تکبّر نے ان کی نظر میں **ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے جو سلامت رہنے کے لیے ایک دعا ہے حقیر کر کے دکھایا ہے**۔ پس دیکھنا چاہیے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعارِ اسلام کو تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔“

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 327)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

”ایک رات مجھے خدا نے اطلاع دی کہ اس نے مجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے۔ تب یہ عجیب اتفاق ہوا کہ اسی رات ایک بڑھیا کو خواب آئی جس کی عمر قریباً اَسّی برس کی تھی اور اس نے صبح مجھ کو آکر کہا کہ مَیں نے رات سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ہے اور ساتھ ان کے ایک اور بزرگ تھے اور دونوں سبز پوش تھے اور رات کے پچھلے حصہ کا وقت تھا۔ دوسرا بزرگ عمر میں ان سے کچھ چھوٹا تھا۔ پہلے انہوں نے ہماری جامع مسجد میں نماز پڑھی اور پھر مسجد کے باہر کے صحن میں نکل آئے اور مَیں ان کے پاس کھڑی تھی اتنے میں مشرق کی طرف سے ایک چمکتا ہوا ستارہ نکلا تب اس ستارہ کو دیکھ کر سید عبد القادر بہت خوش ہوئے اور ستارہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ اور ایسا ہی ان کے رفیق نے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہا۔ اور وہ ستارہ مَیں تھا۔ اَلۡمُؤۡمِنُ یَرٰی وَیُرٰی لَہٗ۔ منہ۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ششم صفحہ 32)

حضورؑ فرماتے ہیں:

”میں نے خواب میں دیکھا کہ اوّل گویا کوئی شخص مجھ کو کہتا ہے کہ میرا نام فتح اور ظفر ہے اور پھر یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے۔ اَصۡلَحَ اللّٰہُ اَمۡرِیۡ کُلَّہٗ (خدا تعالیٰ نے میرے سارے کام اپنے فضل سے درست کر دیے)۔ اور پھر دیکھا کہ ایک مکان شبیہ مسجد میں ہوں اور ایک الماری کے پاس کھڑا ہوں اور حامد علی بھی کھڑا ہے۔ اتنے میں میری نظر پڑی مَیں نے میاں عبد اللہ غزنوی کو دیکھا کہ بیٹھے (ہیں) اور میرا بھائی مرزا غلام قادر بھی بیٹھا ہے۔ تب مَیں نے نزدیک ہو کر اُن کو السلام علیکم کہا تو انہوں نے بھی وعلیکم السلام کہا اور بہت سے دعائیہ کلمات ساتھ ملا دیئے جن میں صرف یہ لفظ محفوظ رہا کہ اَکۡرَمَکَ اللّٰہُ مگر معنی یہی یاد رہے کہ ان کے کلمات ایسے ہی تھے کہ تیرا خدا مدد گار ہو۔ تیری فتح ہو، پھر میں اس مجلس میں بیٹھ گیا اور کہا کہ میں نے خواب بھی دیکھی ہے کہ کسی کو مَیں نے السلام علیکم کہا ہے اور اس نے جواب دیا ہے وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ وَالظَّفَرُ۔“

(تذکرہ صفحہ 220 مطبوعہ 2023ء)

فرمایا:

”اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر ایک غریب ان کو السلام علیکم کہے تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لیے عار سمجھتے ہیں بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بے باکی کی حرکت خیال کرتے ہیں حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسر شان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بے جا تکبر نے ان کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے جو سلامت رہنے کے لیے ایک دعا ہے حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 327)

سامعین! اب مَیں آپ کے سامنے خلفائے احمدیت کے اِرشادات پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”آٹھویں صدی ہجری میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مَیں ہند میں آیا تو مسلمانوں میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کا رواج نہیں تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ اب بالکل تباہ ہو جائیں گے کیونکہ ان میں سلامتی کی دعا نہیں رہی۔ ہند میں یہ رواج بہت ہی کم ہے۔ رامپور کی طرف مَیں نے دیکھا ہے یوں ہوتا ہے کہ ایک کہتا ہے خان صاحب دوسرا کہتا ہے میاں۔ بس سلام ہو گیا۔ گھروں میں تو بالکل ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ نہیں کہتے۔ حتّٰی کہ میاں، بی بی کو اور بی بی، میاں کو نہیں کہتی حالانکہ سورہ نور میں صریحاً لکھا ہے۔ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ (النور: 62)۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے اکثر گھر دُکھ اور مصیبت کے گھر بن گئے ہیں۔“

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 119-120)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کو رواج دیں۔ اس کی یہاں تک تاکید ہے کہ اگر خالی مکان میں بھی کبھی جانا ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ کہیں۔“

(ارشادات نور جلد دوم صفحہ 491)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے کی عادت کے متعلق فرماتے ہیں۔

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پڑھ کر دیکھو کہ آپؐ ہمیشہ سلام کہنے میں سبقت کرتے تھے اور کبھی اس بات کے منتظر نہ رہتے تھے کہ کوئی غریب آدمی آپ کو خود بڑھ کر سلام کرے بلکہ آپؐ کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ آپؐ ہی پہلے سلام کہیں۔ اس کے متعلق مَیں اس جگہ ایک ایسے شخص کی گواہی پیش کرتا ہوں جس کو آپؐ کی مدینہ کی زندگی میں برابر دس سال آپؐ کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میری مراد حضرت انسؓ سے ہے جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لانے پر ملازم رکھا تھا اور جو آپؐ کی وفات تک برابر آپؐ کی خدمت میں رہے۔ ان کی نسبت امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ مَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ یعنی حضرت انسؓ ایک دفعہ ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے تو آپؓ نے ان کو سلام کہا اور پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے یعنی آپؐ بھی جب لڑکوں کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کو سلام کہا کرتے تھے۔ ان واقعات پر سرسری نظر ڈالنے والے انسان کی نظر میں شاید یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہو لیکن جو شخص کہ ہر ایک بات پر غور کرنے کا عادی ہو وہ اس شہادت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منکسرانہ طبیعت کے کمال کو معلوم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں امراء کے لیے اپنے سے چھوٹے آدمی کو پہلے سلام کہنا ایک نہایت سخت مجاہدہ ہے اور ممکن ہے کہ کبھی کبھار کوئی امیر ایسا کر بھی دے لیکن ہمیشہ اس پر قائم رہنا ایک ایسی بات ہے جس کا ثبوت کسی دنیاوی بادشاہ کی زندگی سے نہیں مل سکتا۔ پھر بچوں کو سلام میں ابتدا کرنا تو ایک ایسی بات ہے جس کی بادشاہ تو الگ رہے امراء سے بھی امید کرنا بالکل محال ہے اور امراء کو بھی جانے دو، کتنے بالغ و جوان انسان ہیں جو باوجود دنیاوی لحاظ سے معمولی حیثیت رکھنے کے بچوں کو سلام میں ابتدا کرنے کے عادی ہیں اور جب گلیوں میں بچوں کو کھڑا پاتے ہیں تو آگے بڑھ کر ان کو سلام کرتے ہیں۔ شاید ایسا آدمی جو اس پر تعہّد سے قائم ہو اور ہمیشہ اس پر عمل کرتا ہو ایک بھی نہ ملے گا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حضرت انسؓ جیسے واقف کار صحابی جو ہر وقت آپؐ کے ساتھ رہتے تھے فرماتے ہیں کہ آپؐ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کو سلام کہتے تھے۔ اس

شہادت میں آپؓ نے کئی باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکسار کے اس اعلیٰ درجہ پر قدم زن تھے کہ بچوں کو سلام کہنے سے بھی آپؐ کو عار نہ تھا۔ دوم یہ کہ آپؐ ان کو سلام کہنے میں ابتدا کرتے تھے۔ سوم یہ کہ ایک یا دو دفعہ کی بات نہیں آپؐ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔“

(انوار العلوم جلد اول صفحہ 620-621)

پھر حضورؓ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کو رواج دینے کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے دو ایسے حکم دیے ہیں جو اگرچہ شریعت کے قوانین نہیں ہیں۔ تمدّن سے تعلق رکھتے ہیں مگر ان پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ ان کا اثر دین پر پڑتا ہے وہ حکم یہ ہیں: اوّل یہ کہ جب کسی مکان میں داخل ہونے لگو تو داخل ہونے سے پہلے مکان میں رہنے والوں سے اجازت حاصل کر لو۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو داخل ہو جاؤ۔ دوم یہ کہ جب مکان میں داخل ہو جاؤ تو اُنہیں سلام کرو۔

پہلے حکم کے متعلق یہ اَور فرمایا کہ اگر اندر آنے کی اجازت نہ ملے تو پھر داخل مت ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی اَور تشریح فرما دی ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ پہلے اِذن مانگو اور پھر اگر اجازت پاؤ تو مکان میں داخل ہو اور اگر اجازت نہ ہو تو نہ داخل ہو۔ اس اِذن مانگنے کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تشریح فرمائی ہے کہ یہ اِذن تین دفعہ مانگو۔ تین دفعہ کے بعد اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ آؤ۔ یہ نہیں کہ بار بار آوازیں دیتے یا کنڈی کھٹکھٹاتے رہو۔ اگر کسی کو داخل ہونے کی اجازت مل جائے تو اس کے لئے قرآن کریم نے یہ دوسرا حکم دیا ہے کہ تُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَھۡلِھَا۔ اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَا تَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا وَلَا تُؤۡمِنُوۡا حَتّٰی تَحَابُّوۡا۔ اَوَلَاۤ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ اِذَا فَعَلۡتُمُوۡہُ تَحَابَبۡتُمۡ اَفۡشُوا السَّلَامَ بَیۡنَکُمۡ۔ کہ اسی ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں نہیں داخل ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو اور مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو اور کیا مَیں تمہیں آپس میں محبت کرنے کی ترکیب بتاؤں؟ وہ یہ کہ آپس میں سلام خوب پھیلاؤ یعنی کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کہو...... پھر سلام کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی کثرت کرنی چاہئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس طرح آپس میں محبت پیدا ہو گی۔ جب کوئی دوسرے کے لئے سلامتی کی دعا کرتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے دل میں محبت ہو اور جوں جوں وہ زیادہ دعا کرے وہ محبت بھی بڑھتی جائے گی۔ آجکل تو بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کے معنیٰ ہی نہیں سمجھتے۔ ایسے لوگوں کے دلوں میں اگر ایک دوسرے کی محبت پیدا نہ ہو تو اَور بات ہے لیکن جو سمجھتے ہیں ان میں ضرور محبت پیدا ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے اور جب ایک انسان دوسرے کے لئے دعا کرے گا تو خود اس کے لئے بھی اور دوسرے کے لئے بھی وہ دعا بہت سے فوائد اور برکات کا موجب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بہت محبت اور پیار کرتا ہے اس لئے جو کوئی اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے اس سے وہ بھی محبت کرتا ہے۔ تو ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کہنے کی وجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ تمہاری آپس میں محبت ہو گی اور آپس کے تعلقات درست ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہیں ایمان حاصل ہو گا اور جب ایمان حاصل ہو گا تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے......

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مکان پر جا کر دستک دیتے تو اُس کے دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور جب اندر سے کوئی آتا تو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہہ کر اس کی طرف لوٹتے۔ اس طرح کرنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کئی مکان ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی کمرہ میں تمام گھر کے آدمی رہتے ہیں جب اس کا دروازہ کھلتا ہے تو سامنے مستورات بیٹھی ہوتی ہیں۔ اگر کوئی دروازہ کے سامنے منہ کر کے کھڑا ہو گا تو اس کی نظر ضرور اندر پڑے گی اور اس طرح بے پردگی ہو گی۔ اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں یا بائیں طرف مڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔“

(الفضل 4 نومبر 1916ء)

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کے جواب میں وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ کہنے کے متعلق حضورؓ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وَاِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡھَا (النساء:87) جب تمہاری نسبت کوئی کلمہ نیک استعمال کیا جائے تو تم کو بھی چاہئے کہ اس کے قائل کی نسبت اس سے بہتر کلمہ نیک یا کم سے کم وہی کلمہ استعمال کرو جیسا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کے جواب میں وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ۔ تو کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جو غیر محدود خزانوں والا ہے اور بہتر سے بہتر بدلہ دینے والا ہے اپنے بندوں سے اس طرح معاملہ نہ کرے وہ کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب میرا بندہ میری طرف ایک قدم آتا ہے تو مَیں دو قدم آتا ہوں جب وہ تیز چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔“

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 103)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی معہود کو سلام بھیجا تھا تو وہ صرف ایک شخص کے لئے نہیں تھا بلکہ مہدی علیہ السلام کی وساطت سے آپ کی جماعت کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلامتی کی یہ دعا پہنچی ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام تو اب ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن آپؑ کے ماننے والے، آپؑ کے فدائی، آپؑ کی باتوں کو سن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے والے اور دینِ متین اسلام کو دنیا میں پھیلانے والے تو موجود ہیں اور یہ سب اپنے اپنے رنگ میں اس اجتماعی کوشش میں حصہ لے رہے ہیں جو اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کے لئے شروع ہے۔ اس لئے جماعت میں سے ہر ایک شخص کی بڑی عزت ہے اور بڑا وقار ہے خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی نگاہ میں۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے بعد آپ ایک دوسرے کو سلام نہ کہیں تو یہ بڑی عجیب بات ہوگی۔ مَیں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ جب بھی راستے میں ایک دوسرے سے ملیں سلام کہیں۔ ہماری فضا کو تو ہمیشہ السلام علیکم اور وعلیکم السلام کی آوازوں سے گونجتے رہنا چاہئے۔“

(خطابات ناصر جلد دوم صفحہ 238)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”یہ عادت ایسی ہے جس کو بہت پختہ کر لینا چاہئے۔ ہر چھوٹے بڑے کو سلام کہیں۔ مجھے یاد ہے قادیان میں تو یہ ایسا رواج تھا کہ ہمارے استاد حافظ صاحب دور سے بھینس کے قدموں کی آواز بھی سنتے تھے تو سلام کہہ دیا کرتے تھے۔ نظر تو آتا نہیں تھا کون ہے مگر چاپ سن کر اس لئے سلام کرنے میں جلدی کرتے تھے کہ پہلے مجھے ثواب مل جائے۔ پس آپ بھی سلام کرنے میں جلدی کیا کریں اور اس کا ثواب حاصل کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے عظیم عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 23 جولائی 1999ء)

پھر حضورؒ کیا کمال اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کا فلسفہ بیان فرماتے ہیں۔

”ہر ایک سے اچھی بات کہیں اور سلام کو رواج دیں۔ سلام کو رواج دینا مسلمان کو ہمیشہ اس کی حیثیت کی یاد دہانی کراتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلام کا رواج بہت ہے لیکن سلام کا رواج تو دنیا کی ہر قوم میں ملتا ہے۔ مختلف قسم کے سلام ہیں اور مختلف قسم کے آداب ہیں لیکن اسلام نے ہمیں سلام کا جو پیغام ہمیں سکھایا ہے اس کے ساتھ امن کی ضمانت شامل ہو جاتی ہے۔ جب ہم کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمہیں صرف خدا کی طرف سے سلامتی پہنچے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میری طرف سے تم امن میں ہو اور اس حیثیت سے میں خدا سے بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں امن عطا کرے اور اس کی رحمت بھی تم پر ہو۔ پس مومن سے دوسرا مومن ہی نہیں بلکہ ہر مذہب والا امن میں رہتا ہے اور مومن کا سلام ہر ایک کو امن کی ضمانت دیتا ہے۔ اس ضمانت کے بہت سے تقاضے ہیں۔ آپ کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ نہ آپ کی زبان سے کسی کو تکلیف پہنچے، نہ آپ کے عمل سے کسی کو تکلیف پہنچے، نہ آپ کی نگاہ سے کسی کو تکلیف پہنچے، نہ آپ کے لَمس سے کسی کو تکلیف پہنچے بلکہ اس کے برعکس سلام کا اگلا مضمون یہ ہے کہ اس کے دکھوں کو آپ امن میں تبدیل کرنے والے ہوں۔ یہ دونوں پہلو ہیں جو ہر احمدی کے ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئیں۔

سلام کا ایک پہلو یہ ہے کہ مجھ سے تمہیں ضرر نہیں پہنچے گا یعنی سلام کہنے والا یہ یقین دلاتا ہے کہ میری طرف سے تم امن میں ہو۔ میری طرف سے تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ دوسرا اسلام کا پہلو یہ ہے کہ تمہاری تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کروں گا، تمہاری بے قراری کو قرار میں بدلوں گا، جو کچھ مجھ سے ممکن ہے مَیں تمہیں روحانی اور قلبی اور ذہنی سکون پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ پس یہ دوسرا پہلو ایسا ہے کہ جس میں آپ کو اپنے چاروں طرف دیکھتے رہنا چاہیے، ہوشیار رہنا چاہیے۔ کسی بچے کو تکلیف میں دیکھیں تو اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کریں، کسی راہ ڈھونڈتے ہوئے کو پریشان دیکھیں تو آگے بڑھ کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر اپنی خدمات پیش کریں اور پوچھیں کہ اِسے کیا تکلیف ہے اِسے کس چیز کی ضرورت ہے۔ غرض یہ کہ محض منفی پہلو اختیار نہ کریں بلکہ مثبت پہلو بھی آگے بڑھ کر اختیار کریں۔ بعض دفعہ بعض غیروں کو جو ہمارے جلسوں میں یا کسی اور موقع پر تشریف لاتے ہیں یہ شکایت ہوتی ہے کہ جس طرح ہمارا اعزاز ہونا چاہیے تھا ویسا اعزاز ہمیں نہیں دیا گیا بعض دفعہ یہ شکایت ہوتی ہے کہ ہم کسی شخص کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اس نے جھوٹے منہ بھی نہیں پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو اور کس چیز کی ضرورت ہے، کچھ لوگ گپوں میں مصروف تھے ہم پاس سے گزرے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوئی کہ کون آیا ہے اور کون گیا؟ اور ایسی شکایات بعض دفعہ مختلف ممالک سے بعض غیر مسلم یا

غیر احمدی مسلمان لکھ کر بھی مجھے بھیجتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا میں کس نظر سے جماعت کو دیکھا جارہا ہے اور کیسی کیسی اس سے توقعات کی جارہی ہیں۔ یہ ایک پہلو سے جماعت کو ایک عظیم خراج تحسین بھی ہے یعنی جن برائیوں کی اطلاع دی جاتی ہے ان برائیوں میں بھی ایک خراج تحسین پوشیدہ ہے۔"

(خطبہ جمعہ 31/جولائی 1992ء خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 518-519)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک سوال کہ جب ہم نماز ختم کرتے ہیں تو السلام علیکم کیوں کہتے ہیں؟

کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"نماز پڑھنے کے بعد آپ زیادہ بہتر (فرمانبردار) بن چکے ہوتے ہیں اور خدا کی طرف سے گویا سب کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم تمہیں سلامتی بھیجتے ہیں اور دائیں اور بائیں سب دنیا کو ہم سلامتی بھیجتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کسی کے خلاف کوئی بدارادہ نہیں باندھنا چاہئے بلکہ دنیا کو امن کا پیغام دینا چاہئے۔ تو یہ نماز میں تربیت ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو۔ واپس دنیا میں آؤ۔ تو سلام لے کر واپس آؤ۔"

(حضورؒ کی اطفال سے ملاقات، ریکارڈ شدہ 10 مئی 2000ء روزنامہ الفضل 9 اپریل 2000ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 7 جون 2003ء کی چلڈرن کلاس میں ربوہ کے اطفال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ربوہ کے بچے ماشاء اللہ آپ لوگوں کی طرح بہت ہی پیارے بچے ہیں۔ ان کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ احمدیوں کو سلام کو رواج دینا چاہیے یعنی ہر احمدی کو یہ عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ ہر ملنے والے کو سلام کہے اور اس کے لئے حضرت صاحبؓ نے قادیان کی مثال دی تھی کہ وہاں ہر بڑا چھوٹا سلام کہتا تھا اور ایک بہت پیارا اور محبت والا ماحول تھا۔ تو عمومی طور پر حضرت صاحبؓ نے سارے بچوں کو اور بڑوں کو یہ کہا تھا کہ جب آپس میں ملیں تو سلام کہیں، خوش اخلاقی سے ملیں، لیکن ربوہ کے بچوں کو خاص طور پر کہا تھا کہ وہاں کا ماحول ایسا ہے کہ سلام کی عادت ڈالیں۔ تو ربوہ کے بچوں کے لئے یہی میرا پیغام ہے کہ ربوہ کے ماحول کو ایسا بنادیں کہ ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آرہی ہوں، بڑے بھی، چھوٹے بھی، بچے بھی۔ بعض دفعہ بڑوں سے سستیاں ہو جاتی ہیں تو بچے اس کی پابندی کریں کہ انہوں نے بہر حال ہر ایک کو سلام کہنا ہے اور سلام کرنے میں پہل کرنی ہے تو اس طرح ربوہ کے ماحول پر بڑا خوشگوار اثر پڑے گا۔ ان شاء اللہ۔"

(الفضل ربوہ 10 جون 2003ء)

پھر فرمایا۔

"اپنے بچوں کو سلام کہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ یہ تو ٹریننگ کا ایک مستقل حصہ ہے، بچے کو سمجھاتے رہیں کہ وہ سلام کرنے کی عادت ڈالے، گھر سے جب بھی باہر جائے سلام کر کے جائے اور گھر میں جب داخل ہو تو سلام کر کے داخل ہو۔ پھر بچوں کو اس کا مطلب بھی سمجھائیں کہ کیوں سلام کیا جاتا ہے تو بہر حال بچوں، بڑوں سب کو سلام کہنے کی عادت ہونی چاہیے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ستمبر 2004ء)

پھر فرمایا۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ لکھتے ہیں۔

"بیان کیا مجھ سے شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے کسی حوالے وغیرہ کا کوئی کام میاں معراج دین صاحب عمر لاہوری اور دوسرے لوگوں کے سپرد کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں میاں معراج دین صاحب چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر لکھ کر بار بار حضرت صاحب سے کچھ دریافت کرتے تھے اور حضرت صاحب جواب دیتے تھے کہ یہ تلاش کرو یا فلاں کتاب بھیجو وغیرہ۔ اسی دوران میں میاں معراج دین صاحب نے ایک پرچی حضرت صاحب کو بھیجی اور حضرت صاحب کو مخاطب کر کے بغیر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھے اپنی بات لکھ دی اور چونکہ بار بار ایسی پرچیاں آتی جاتی تھیں۔ اس لئے جلدی میں ان کی توجہ اس طرف نہ گئی کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بھی لکھنا چاہیے۔

حضرت صاحب نے جب اندر سے اس کا جواب بھیجا تو اس کے شروع میں لکھا کہ **آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھنا چاہیے تھا۔**

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے مگر اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کو اپنی جماعت کی تعلیم و تادیب کا کتنا خیال تھا اور نظر غور سے دیکھیں تو یہ بات معمولی بھی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مسلّم سچائی ہے کہ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں ادب و احترام اور آداب کا خیال نہ رکھا جاوے تو پھر آہستہ آہستہ بڑی باتوں تک اس کا اثر پہنچتا ہے اور دل پر ایک زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے علاوہ ازیں ملاقات کے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا اور خط لکھتے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھنا شریعت کا حکم بھی ہے۔
نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دستور تھا کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بِسْمِ اللّٰہِ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھتے تھے اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔ مَیں نے کوئی خط آپ کا بغیر بِسْمِ اللّٰہِ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خود بخود اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھا گیا۔ جسے آپ نے کاٹ دیا لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا۔ آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔“

(سیرت المہدی جلد اوّل مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ۔ روایت نمبر 269-270 صفحہ 299)

مولوی مہر دین صاحب واقعہ بیان کرتے ہیں:

”مَیں ایک روز حسبِ معمول جہلم سبق کے لئے مولوی صاحب کے ہاں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ ڈپٹی راجہ جہاں داد خان کی کوٹھی پر گئے ہوئے ہیں۔ مَیں...... ڈپٹی صاحب کی کوٹھی پر پہنچا دروازے پر ان کا نوکر کھڑا تھا۔ مَیں نے اس سے کہا کہ اندر جو لال داڑھی والا انسان (مولوی برہان الدین صاحب) بیٹھا ہے۔ اس کو جا کر کہہ دو مہر الدین لالہ موسیٰ والا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عرض کرتا ہے۔ جواب میں آپ نے پیغام بھیجا کہ اس کو اندر آنے دو۔ مَیں نے وہاں پہنچ کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ راجہ جہاں داد خاں نے کہا کہ یہ بھی احمدی ہے؟ مَیں نے کہا ہاں!...... مولوی صاحب نے فرمایا کہ کیا گاڑی میں کچھ وقت ہے؟ مَیں نے عرض کی پندرہ منٹ ہیں۔ راجہ صاحب نے کہا کہ آج تم نہ جاؤ۔ یہاں ہی رہ جاؤ۔ مَیں نے کہا وجود وقف کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے مَیں رہ نہیں سکتا۔ اس جگہ پر ایک سیّد صاحب بھی تھے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مولوی صاحب سے مناظرہ کر رہے تھے اور راجہ پینڈے خاں صاحب داراپوری بھی موجود تھے۔ سیّد صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ مرزا صاحب کے فریب میں آ گئے ہیں...... مولوی صاحب نے کہا جب مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کتاب لکھی۔ مَیں نے اس کتاب کو پڑھا، تو مَیں نے خیال کیا کہ یہ شخص آئندہ کچھ ہونے والا ہے۔ اس لئے مَیں اس کو دیکھ آؤں۔ مَیں ان کو دیکھنے کے لئے قادیان پہنچا تو مجھے علم ہوا کہ آپ ہوشیار پور تشریف لے گئے ہیں۔ مَیں نے کہا بار بار آنا مشکل ہے اس لئے ہوشیار پور جا کر دیکھ آؤں...... مَیں ہوشیار پور پہنچا۔ پوچھ کر آپ کے مکان پر پہنچا اور دستک دی خادم آیا اور پوچھا کون ہو؟ مَیں نے کہا برہان الدین جہلم سے حضرت مرزا صاحب کو ملنے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ ٹھہرو۔ مَیں اجازت لے لوں۔ جب وہ پوچھنے کے لئے گیا تو مجھے اس وقت فارسی میں الہام ہوا کہ

”جہاں تم نے پہنچنا تھا پہنچ گیا ہے۔ اب یہاں سے نہیں ہٹنا“

خادم کو حضرت صاحب نے فرمایا کہ ابھی مجھے فرصت نہیں۔ ان کو کہہ دیں پھر آئیں۔ خادم نے جب یہ مجھے بتلایا۔ تو مَیں نے کہا مَیں یہاں ہی بیٹھتا ہوں۔ جب فرصت ملے گی تب ہی سہی۔ جب خادم یہ کہنے کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضرت صاحب کو عربی میں الہام ہو کہ ”مہمان آوے تو مہمان نوازی کرنی چاہئے“۔ جس پر حضرت صاحب نے خادم کو حکم دیا کہ جلدی سے دروازہ کھول دو۔ مَیں جب حاضر ہوا تو حضور بہت خندہ پیشانی سے مجھے ملے اور فرمایا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے۔ مَیں نے عرض کی مجھے فارسی میں یہ الہام ہوا ہے کہ اس جگہ سے جانا نہیں۔ مَیں چند دن حضرت کے پاس رہا اور حضرت کے حالات دیکھے کہ تین وقت تک آپ نے کھانا نہیں کھایا اور نماز کے وقت جلدی سے باہر تشریف لاتے اور نماز ہمارے ساتھ ادا کر کے اندر تشریف لے جاتے۔ وہاں مرزا اعظم بیگ ہوشیار پوری مہتمم بندوبست تھا۔ وہ میرا واقف تھا۔ مَیں ان سے ملنے گیا۔ اس نے پوچھا مولوی صاحب! آپ کیسے آئے؟ تو مَیں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب کو دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کون سے مرزا صاحب؟ مَیں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی۔ اس نے کہا کہ آدمی تو بہت اچھا تھا۔ لیکن خراب ہو گیا۔ مَیں نے کہا کس طرح؟ اس نے کہا کہ بچپن کی حالت میں لڑکوں سے کھیلا نہیں کرتا تھا۔ اس کا والد اس پر ناراض ہی رہتا تھا کہ تم باہر نہیں نکلتے۔ مَیں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا کون سا موقع ہے۔ مَیں نے کہا جس زمانہ کا مَیں واقف نہیں تھا اس کے متعلق تم نے شہادت دے دی کہ آپ بچپن میں ہی نیک تھے اور موجودہ حالت مَیں نے خود دیکھ لی ہے۔“

(بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ جولائی 1995ء صفحہ 26 اور 40 غیر مطبوعہ رجسٹر روایات نمبر 3)

حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”حافظ محمد ابراہیم صاحب قادیانی بیان کرتے ہیں۔ اکثر حضور علیہ السلام، السلام علیکم پہلے کہا کرتے تھے۔(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 114)

تو یہ سب کچھ اس محبت کی وجہ سے تھا جو آپؑ کے دل میں اپنے ماننے والوں کے لئے تھی بلکہ کوئی بھی بیٹھا ہو تو آپؑ اس طریقے سے سلام کیا کرتے تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے ہمدردی کا جذبہ رکھتے تھے اور اسی جذبے کے تحت آپ سلام کو پھیلایا کرتے تھے۔...

پس آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس شعار اسلام کو اتنا رواج دیں کہ یہ احمدی کی پہچان بن جائے۔ اس کے لئے خود بھی کوشش کریں اور اپنے بیوی بچوں کو بھی کہیں ان دنوں میں، جلسہ کے دنوں میں دعاؤں کے ساتھ جہاں وقت گزار رہے ہوں گے، جلسے کی کارروائی سننے میں جہاں وقت گزار رہے ہوں گے، وہاں ہر ملنے والے کو سلامتی کی بھی دعا دیں تا کہ اس مجمع میں، یہاں جو لوگ اکٹھے ہوئے ہیں ان میں جو دینی اور روحانی حالت کی بہتری کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، یہاں جو آپ آپس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق رشتہ محبت و اخوت قائم کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اس رشتے کی مضبوطی کے لئے سلامتی کی دعائیں بھی بھیجیں۔ دنیا میں ہر جگہ احمدی پاک دل کے ساتھ ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دینا شروع کر دیں تو بہت جلد اس یکجہتی اور دعاؤں کی وجہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ احمدیت کی ترقی کو دیکھیں گے۔

... اس ملک میں رہنے والے ہر احمدی کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ جس طرح ان لوگوں نے آپ کو اپنے ملک میں رہنے اور کمانے، اپنے حالات بہتر بنانے کی اجازت دی ہے اور ایک احسان کیا ہے کہ بہت سوں کے حالات اپنے ملک میں اتنے اچھے نہیں تھے یہاں کی نسبت تو اس احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس خوبصورت تعلیم پر عمل کرتے ہوئے جو اسلام نے آپ کو دی ہے، جس کو اس زمانے میں صحیح رنگ میں ہمارے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا ہے۔ اس کو ان لوگوں تک پہنچائیں۔ اسلام سلامتی کا پیغام ہے، ہر احمدی کو اس کو دنیا میں پھیلانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 3/ستمبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اِس اہم حکمِ الٰہی پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

✡✡✡✡